خشیت الٰہی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ /نومبر ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۴۰ (الاحزاب:۱۶)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم میں خشیت کے مضمون کو بڑی کثرت سے بیان فرمایا گیا ہے اور اس کے منفی پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے مثبت پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ ان تمام آیات پر ایک نظر ڈال کر غور کیا جائے اور اس کا خلاصہ نکالا جائے جن میں خشیت کا ذکر آتا ہے تو وہ یہی بنتا ہے کہ خشیت دو قسم کی ہوتی ہے ایک انسانوں کی خشیت اور دوسری اللہ کی۔ اس لحاظ سے تمام بنی نوع انسان دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور دوسرے وہ جو انسانوں سے ڈرتے ہیں۔ اور پھر اللہ سے نہ ڈرنے والوں کی آگے ایک اور قسم بیان فرمائی گئی کہ وہ انسانوں سے ڈریں یا کسی اور چیز سے، وہ غیر اللہ سے ڈرتے ہیں یعنی اس مضمون کو اور زیادہ وسعت دے دی گئی کہ خدا کے سوا ڈرنے والے کچھ انسانوں سے ڈرنے والے ہیں کچھ بعض غیر انسانی قدروں سے ڈرنے والے ہیں۔ مثلاً کوئی جن سے ڈر رہا ہے، کوئی بھوت سے ڈر رہا ہے، کوئی جھوٹے خداؤں سے ڈر رہا ہے۔ تو فرمایا غیر اللہ سے ڈرنے والے ایک وسیع گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ صرف وہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں، وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں اور غیر اللہ سے نہیں ڈرتے۔

دوسرے، قرآن کریم نے ہدایت کو اللہ کے خوف کے ساتھ پابند فرمادیا اور فرمایا تم نصیحت کے ذریعہ غیر اللہ سے ڈرنے والوں کو اپنی طرف مائل کرو گے تو جب تک غیر اللہ کا خوف ان کے دلوں پر غالب ہے وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتے۔ اس لئے تبلیغ کا ایک نہایت ہی عمدہ نکتہ بیان فرمادیا اور تبلیغ کی راہ کو آسان کرنے کا ایک طریق سکھا دیا۔ فرمایا صرف وہی آدمی نصیحت پکڑتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے اور اس کے سوا دوسرا نصیحت نہیں پکڑتا۔ اس مضمون کو قرآن کریم نے بارہا مختلف طریق پر بیان فرمایا۔

چنانچہ سورۃ اعلیٰ میں ہے: سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۱﴾ (آیت:۱۱)

اور سورہ طٰہٰ میں ہے: سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۱﴾ (آیت:۴)

کہ اے محمد! (ﷺ) تو نصیحت تو کرتا ہے اور کرتا رہے گا لیکن تیری نصیحت سے فائدہ وہی اٹھائے گا جو خوف خدا رکھتا ہے۔ فرماتا ہے اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (طٰہٰ:۴) قرآن کریم صرف اسی کے لئے کارآمد نصیحت ہے جو خدا کا خوف رکھتا ہے۔

پس اس مضمون کو قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر مختلف رنگ میں بیان فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ خدا کا خوف رکھنے والے جب اپنے دائرہ کو وسعت دیتے ہیں اور بے خوف لوگوں یا خدا کے غیر کا خوف رکھنے والوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں تو اس وقت خدا تعالیٰ یہ نکتہ سمجھا رہا ہوتا ہے کہ پہلے خدا کا خوف ان کے دل میں پیدا کرو پھر وہ ہدایت پائیں گے، پھر وہ تمہاری نصیحت سنیں گے۔ جب تک ان کے دلوں پر لوگوں کا خوف غالب ہے وہ ہدایت کو نہیں پاسکتے۔ چنانچہ دنیا کا جائزہ لے کر دیکھیں ہدایت سے پیچھے رہنے کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کا خوف ہے۔ بعض دفعہ قوموں کی قومیں دلوں میں کسی صداقت کی قائل ہو چکی ہوتی ہیں اور تسلیم کر لیتی ہیں کہ سچائی ان کے ساتھ ہے لیکن چونکہ غیر اللہ کا خوف غالب ہوتا ہے اس لئے وہ ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتیں، ہدایت کو اختیار کرنے پر جرأت نہیں پاتیں۔ ان معنوں میں خوف ایک Magnet کا کام دیتا ہے، ایک مقناطیسی قوت رکھتا ہے۔ یہاں جو خوف کا مضمون ہے وہ دھکیلنے کے معنوں میں نہیں ہے بلکہ کشش کے معنوں میں ہے۔ مقناطیس کی دو قوتیں ہوتی ہیں ایک Repulsion یعنی دھکا دینے کی قوت اور دوسری قوت جاذبہ ہے

جو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خوف بھی بعض دفعہ قوت جاذبہ کا کام دیتا ہے اور بعض دفعہ قوت دفع کا کام کرتا ہے، دھکیلنے کا کام کرتا ہے اور خدا کا خوف بڑی قوت کے ساتھ اپنی طرف کھینچتا ہے جبکہ غیر اللہ کا خوف خدا سے دور دھکیل دیتا ہے اور غیر اللہ کی جانب کھینچتا ہے۔

پس جب تک ان مقناطیسی قوتوں کی Polarization یعنی تقطیب کو درست نہ کیا جائے یا یوں کہئے کہ جب تک ان کا رخ صحیح نہ کیا جائے اس وقت تک انسان کامیاب ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ سب سے بڑی قوت جس کا مقابلہ کرنے کی دوسری قوتیں راہ نہیں پاتیں ان کا اس کے سامنے کوئی بس نہیں چلتا وہ یہی مقناطیسی قوت ہے اور عالم روحانیت میں بھی اسی قسم کا ایک سائنسی نظام کارفرما ہے۔ خصوصاً قرآن کریم کے مطالعہ سے تو ہمیں ایک بڑا گہرا سائنسی نظام ملتا ہے جس کی عالم ظاہری سے تشبیہ دی گئی ہے اور قرآن کا عالم باطنی بھی اس کے مطابق بہت سے گہرے سائنسی مضامین اپنے اندر رکھتا ہے اس میں بھی اسی قسم کے قوانین کارفرما ہیں۔

غرض جو مرض ہو اس کی درستی ضروری ہے اور ہدایت سے محروم رہنے میں مرض یہی ہے کہ انسان کے دل پر غیر اللہ کا خوف غالب رہتا ہے اس لئے براہ راست مرض کو پکڑنا چاہئے۔ کوئی مبلغ کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک پہلے مرض کو دور کر کے دل کو صاف اور پاک نہ کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو جھنجھوڑا جائے، ان سے کھل کر بات کی جائے اور یہ ایسی بات ہے جس کے نتیجہ میں کوئی منافرت نہیں پیدا ہوتی، کوئی اشتعال انگیزی نہیں پیدا ہوتی، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اچھا تم خدا کا خوف دلاتے ہو میں تمہیں جوتیاں ماروں گا یا میں ڈنڈے سے تمہیں ٹھیک کر دوں گا اور جب تک خدا کا خوف پیدا نہ ہو آپ کی اگلی بات قبول نہیں ہوسکتی اور جب خدا کا خوف پیدا ہو جائے تو یہ آپ کے لئے امن کا ایک سایہ پیدا کر دیتا ہے آپ کے لئے قلعہ کی دیواریں بن جاتا ہے پھر اس قلعہ پر حملہ نہیں ہوسکتا۔

اب دیکھیں کتنا عظیم الشان کلام ہے جو معاملات کی تہ تک اترتا ہے اور پھر ہر معاملہ میں انسان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ اس کے باوجود جب غیر قوموں کو رسالات یعنی پیغامات پہنچائے جاتے ہیں تو کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوف خدا پر آمادہ نہیں ہوتے۔ ڈرانے کے باوجود وہ اللہ کا خوف نہیں کرتے اور غیر اللہ کے خوف سے مغلوب ہو چکے ہوتے ہیں ان سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ جب تک کوئی اپنے دل میں خوف پیدا نہیں کر لیتا اس وقت تک پیغام نہیں

دینا بلکہ یہ توجہ دلاتا ہے کہ پہلے خدا کا خوف پیدا کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ چونکہ اس کا کوئی ظاہری پیمانہ نہیں جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کے دل میں واقعتہً خدا کا خوف داخل ہو چکا ہے اور فلاں کے دل میں نہیں ہوا اس لئے یہ کھلا احتمال ہے کہ جب خدا کا خوف دلانے کے بغیر بات شروع کی جائے تو چونکہ خدا کا خوف نہیں اور بنی نوع انسان کا خوف ہے اس لئے حق کی مخالفت شروع ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو تبلیغ کا یہ راز سکھایا گیا اور آپؐ سے بہتر اس کو کوئی نہیں سمجھتا تھا اور آپؐ نے سب سے پہلے خوف خدا کی بات کی ہے، اللہ کی طرف متوجہ کیا ہے، غیر اللہ کا خوف دور کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے بعد رب کریم کے پیغامات کو پہنچانا شروع کیا۔ اور چونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک بڑا طبقہ خوف خدا سے محروم رہ جاتا ہے پھر ان سے خدا کا خوف دلانے والوں کے خوف شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ حملہ کرتے ہیں، وہ برا مناتے ہیں، وہ کہتے ہیں تم اشتعال انگیزی کر رہے ہو، تم ہمارے باپ دادا کے دین کو غلط بتا رہے ہو اور کہتے ہو کہ یہ درست رستہ ہے اور بات بات پر زود رنج ہو جاتے ہیں انہیں نیکی کی طرف بھی بلایا جائے تو غصہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم جب یہ فرماتا ہے کہ خدا کا خوف کرو اور غیر اللہ کا خوف نہ کھاؤ تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ کو خطرات سے بے خبر رکھ کر یہ تعلیم دی جا رہی ہے۔ کیسی سچی اور صاف گو کتاب ہے۔ خدا بلاتا ہے اور اسی طرف بلاتا ہے کہ غیر اللہ کا خوف نہ کھاؤ اور صرف خدا سے ڈرو لیکن ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تمہارے لئے خطرات ضرور پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اسی آیت میں جس کی میں نے خطبہ کے شروع میں تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ

وہ لوگ جو اللہ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور پیغام پہنچانے کی وجہ بھی خدا ہی کا خوف ہوتا ہے۔ وہ خدا سے اپنے لئے بھی ڈرتے ہیں لیکن ان کے خوف میں خود غرضی نہیں پائی جاتی وہ غیروں کے لئے بھی خدا کا خوف کھانے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں دوسری جگہ ایسے فرشتہ صفت انسانوں کا ذکر ہے جو غیروں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور عالم ملائکہ میں ایسے فرشتے ہیں جو اس بات پر وقف ہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے بھی استغفار کریں جو امن کے دائرے میں داخل نہیں ہوئے۔ فرماتا ہے وَيَخْشَوْنَهٗ وہ خدا کا خوف کھاتے ہیں اسی لئے تو خدا کا پیغام

پہنچاتے ہیں اور یہ خوف اتنی وسعت اختیار کر چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اپنے لئے بھی ڈر رہے ہیں اور غیروں کے لئے بھی ڈر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کو غیر اللہ کی طرف سے خوف پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو امن کا پیغام دے رہے ہوں ان کو جواب میں خوف کا پیغام ملتا ہے، جو صلح کی ضمانت دے رہے ہوں ان کو جنگ کا پیغام ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اچھا! تم صلح کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہو! اب تمہارا علاج یہی ہے کہ تم سے جنگ ہو جائے۔ تم چاہتے ہو کہ ہم امن میں آجائیں، اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہارے گھروں کے امن برباد کر دیئے جائیں۔

اس مضمون میں داخل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ کہ اللہ کے خوف کی وجہ سے جب تبلیغ کرتے ہیں تو جن کو وہ تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں وہ اس دھوکے میں نہ رہیں کہ یہ چونکہ ڈرپوک لوگ ہیں بزدل ہیں اس لئے خدا سے ڈرتے ہیں اور جو بزدل ہوتا ہے اس کو ڈرایا جا سکتا ہے۔ بزدل ایک سے ڈرتا ہے تو دوسرے سے بھی ڈرتا ہے۔ فرمایا یہ ان کی صفت حسنہ ہے یہ کمزوری نہیں ہے کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔ یہ ان کی بہادری کا ثبوت ہے کہ وہ غیر اللہ سے نہیں ڈرتے۔ ان کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ غیر اللہ ان پر کیا قیامت توڑ دے گا۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ لوگوں سے نہیں ڈرتے بلکہ فرمایا اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ اس سے مضمون میں اور زیادہ وسعت پیدا کر دی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ تم سے نہیں ڈرتے۔ وہ کائنات کی کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتے یعنی ہر اس خوف سے امن میں ہیں جو خدا کے علاوہ فرضی خوف یا غیر اللہ کی طرف سے حقیقی خوف دنیا پر چھا جایا کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ ان کے لئے کافی ہے۔ وہ حساب کرنے والا بھی ہے ان کا خیال رکھنے والا بھی ہے اور نیک نتائج پیدا کرنے والا بھی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ان کے لئے کافی ثابت ہوگا۔

چنانچہ اسی مضمون کو ایک اور رنگ میں بھی بیان فرمایا گیا اور خشیت الٰہی کو نیکی کی تعریف میں شامل کیا گیا اور خدا سے ڈرنے اور نہ ڈرنے والوں کے درمیان ایک حد فاصل قائم فرما دی فرماتا ہے:

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ
فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ (التوبہ: ۱۸)

کہ ویسے تو سارے لوگ مسجدیں بناتے ہیں اور بظاہر آباد بھی کر دیتے ہیں لیکن محض وہی لوگ عنداللہ مسجدیں بنانے اور آباد کرنے والے ہیں۔ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کرتے ہیں وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اور یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو ظاہری اعمال سے تعلق رکھتی ہیں لیکن یہ سارے اعمال قبول صرف اسی صورت میں ہوں گے، اللہ کے نزدیک درجہ تب پائیں گے جب لَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ پر بھی عمل ہو رہا ہوگا۔ وہ شخص جو یہ سارے اعمال بجالا رہا ہے، بظاہر مساجد کو بھی آباد کر رہا ہے، نمازوں کی بھی تلقین کر رہا ہے اور زکوٰۃ بھی وصول کر رہا ہے یا لوگوں کو دینے کی تلقین کرتا چلا جا رہا ہے، نمازیں پڑھتا ہے اور پڑھنے کی تعلیم دیتا ہے، یہ ساری چیزیں بظاہر بہت بڑی نیکیاں ہیں لیکن اگر اس صفت سے عاری ہے یعنی خدا کے سوا کسی اور سے نہ ڈرنے کی صفت اپنے اندر نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سارے اعمال باطل ہو جاتے ہیں فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِیۡنَ صرف وہی لوگ ہیں جو خدا کے نزدیک اس بات کا امکان رکھتے ہیں کہ وہ ہدایت پا جائیں گے اور کامیاب ہو جائیں گے، وہ وہی ہیں جو ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف رکھتے ہیں اور غیر اللہ سے نہیں ڈرتے۔

اگر اس مضمون پر زیادہ تفصیل کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کی اکثر خرابیاں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تمام خرابیاں خواہ وہ کسی جگہ کسی شکل میں سر نکال رہی ہوں کیوں پیدا ہو رہی ہیں تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اللہ کا خوف نہیں کھاتے اور غیر اللہ سے ڈرتے ہیں۔ دنیا میں اس وقت جتنے غلط سیاسی فیصلے ہو رہے ہیں اور جتنی بڑی تباہیاں آرہی ہیں ان سب کا تجزیہ کر کے دیکھیں تو یہیں آ کر تان ٹوٹے گی۔ چنانچہ بعض ملک اس لئے کہ اپنے ملک کے لوگوں کے خیالات سے ڈر رہے ہیں یہ فیصلے کر لیتے ہیں کہ فلاں ملک پر حملہ کر دیں تا کہ لوگوں کی توجہ بٹ جائے۔ اس سے جتنا فساد پھیلے گا، جتنا خون ہوگا، جتنے مظالم ہوں گے اور جتنا انسان دکھ اٹھائے گا اس کا ان کو خیال نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کا خوف نہیں ہوتا اور لوگوں سے ڈرتے ہیں اور لوگوں کے خوف بعض دفعہ آنکھیں کھول کر دیکھنے کے باوجود قومی راہنماؤں کو غلط فیصلے کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور جتنا یہ خوف بڑھتا چلا جاتا ہے راہنماؤں کی اتنی ہی بے اختیاری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں

بعض ایسی (Democracies) جمہورتیں ہیں جو عظیم الشان طاقتیں ہیں۔ اتنی عظیم الشان طاقتیں ہیں کہ وہ دنیا کی چوٹی کی طاقتوں میں شمار ہوتی ہیں لیکن جب لوگوں کا خوف ان کے سر پر سوار ہوتا ہے تو ان کے راہنما نہایت بے طاقت اور بے حیثیت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ شکوے بھی کرتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں غلط فیصلے کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود کچھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر نے اپنے ہم عصر راہنماؤں کے متعلق ایک بڑی دلچسپ کتاب لکھی ہے اس میں وہ امریکہ کے لیڈروں کی بے اختیاری کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس خوف کی وجہ سے کہ امریکی عوام الناس کی رائے عامہ کس طرف جارہی ہے، اگر ہم نے اس کے خلاف کوئی فیصلہ کیا تو ہمارا کیا حشر ہوگا، امریکہ کے بہت سے پریذیڈنٹ یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ ان کا یہ فیصلہ امریکی مفاد کے خلاف ہے وہ پھر بھی فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔(Keeping Faith-Memories of a President)

اس کے مقابل پر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو نہ خدا کا خوف ہے اور نہ بندوں کا، وہ اس لحاظ سے بہتر ہیں کہ جو بھی فیصلے کرتے ہیں وہ عوام الناس سے ڈر کر نہیں کرتے، وہ اپنے ملک کے مفاد میں جو بہتر سمجھتے ہیں اس کا فیصلہ کر جاتے ہیں۔ چنانچہ کارٹر کے نزدیک اشترا کی دنیا اسی قسم میں داخل ہے۔ وہ کہتے ہیں اشترا کی ممالک میں کامل ڈکٹیٹر شپ ہونے کی وجہ سے رائے عامہ کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی کیونکہ وہاں رائے عامہ کو کوئی طاقت حاصل نہیں ہے جب چاہیں کچل دیں، جس طرف چاہیں رائے عامہ کا رخ موڑ دیں۔ رائے عامہ کچھ اور کہے اور یہ کہیں کہ یہ کرنا ہے تو ان کی بات مانی جاتی ہے، رائے عامہ کی نہیں سنی جاتی۔ اس صورت میں وہ اپنے ملک کے مفاد میں بہر حال فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ ان میں ایک طاقت ہے جو مغربی جمہوریتوں کو حاصل نہیں ہے چنانچہ اس طرح ایک ایسی قسم بھی سامنے آئی جو غیر اللہ کا خوف نہیں کھاتی لیکن اللہ کا خوف بھی نہیں رکھتی، تاہم ان لوگوں کے بارے میں بھی اگر آپ مزید تجربہ کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ چونکہ اللہ کا خوف نہیں کھاتے اس لئے مثبت امور میں بھی وہ غلط فیصلہ کر جاتے ہیں اور غیروں پر ظلم کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ان کے منفی پہلو یہ بن جاتے ہیں کہ لوگوں کا خوف رکھنے والے تو بہت سے مظالم سے بچ جاتے ہیں اور جو لوگوں کا خوف نہیں کھاتے ان کے لئے کوئی راہنما چیز نہیں رہتی۔ اسی لئے اپنے فیصلوں میں بعض اوقات انتہائی ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ اپنی قوم کے خلاف بھی ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں۔ چنانچہ

لینن نے نہتے مزدوروں پر گولیاں چلائیں جن کے نام پر طاقت حاصل کی تھی اور روٹی کے نام پر طاقت حاصل کر کے انقلاب برپا کیا تھا۔ وہی نہتے مزدور خاموشی سے احتجاج کرنے کے لئے جب گلیوں میں نکلے اور روٹی کا مطالبہ کیا تو ان پر ظالمانہ طور پر گولیاں برسائی گئیں۔ اسی طرح سٹالن نے اپنے زمانہ میں لکھوکھہا لوگ قتل کروا دیئے اس لئے کہ بے خوفی کے نتیجہ میں بے راہ روی بھی پیدا ہوگئی تھی جبکہ صحیح راستے پر چلنے کے لئے اللہ کا خوف درکار ہے۔ انسانوں سے بے خوفی میں کچھ فوائد بھی ہوں گے اور کچھ نقصان بھی ہیں لیکن اگر غور سے دیکھیں تو نقصان بالعموم زیادہ ہو جاتے ہیں اس لئے یہ لوگ بھی مومنوں کے مقابلہ پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اس کا مزید تجزیہ کر کے دیکھیں۔ ملک کے اندرونی فیصلے ہوں یا بیرونی فیصلے ہوں جہاں جہاں بھی انسان کا خوف سامنے آئے گا وہاں راہنما غلط فیصلے کرنے پر مجبور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ صرف مومنوں کی شان ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ چنانچہ اس کا تجزیہ کرنے کے بعد قرآن کریم پھر مومنوں کو خوب اچھی طرح متنبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ تم ہمارے خوف کے سوا کسی اور کا خوف نہیں رکھتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تمہارے لئے خوف کے سامان اکٹھے نہیں کئے گئے۔ وہ تو بہت اکٹھے کئے جائیں گے، آگیں بھڑکائی جائیں گی، دھمکیاں دی جائیں گی اور بڑے گہرے منصوبے بنائے جائیں گے کہ جس طرح بھی ہو سکے تمہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ ہم تمہیں ایسی باتوں پر بھی اطلاع دیتے ہیں جن کا تمہیں علم نہیں ہے ایسے خوفوں سے بھی تمہیں متنبہ کرتے ہیں جن پر تمہاری نظر نہیں ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۹﴾ (آل عمران: ۱۱۹)

کہ دیکھو! وہ تمہارا بھلا نہیں چاہتے، یہ ہم تمہیں بتا دیتے ہیں، یہ خیال کر لینا کہ ان کے دل میں تمہارے لئے کوئی خیر سگالی کا جذبہ پایا جاتا ہے، ہرگز نہیں۔ جو آدمی صرف اللہ کا خوف رکھنے والا ہے وہی اپنے سوا دوسروں کا بھلا چاہتا ہے۔ جو خدا کا خوف نہیں رکھتا اور بندوں کا خوف رکھتا ہے وہ

کسی کا بھلا چاہنے کی صفت سے عاری ہوتا ہے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ تمہیں تو صرف ان باتوں کا علم ہے جنہیں وہ اپنی زبان سے کہہ چکے ہیں یا جن کا اقرار کر چکے ہیں کہ ہاں ہم تمہیں یہ سمجھتے ہیں، وہاں تک تو تمہاری نظر ہے لیکن فرماتا ہے وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ تمہیں علم نہیں لیکن ہمیں علم ہے کہ جو باتیں وہ زبان پر نہیں لاتے اور ان کے دلوں میں کھول رہی ہیں وہ ان سے بہت زیادہ نقصان دہ ہیں جنہیں وہ زبان پر لاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کیسا عظیم الشان کلام ہے دھوکے میں رکھ کر کسی جرأت مندانہ قدم کی طرف نہیں بلاتا۔ خطرات کی طرف کھول کھول کر آگاہ کرتا ہے اور پھر کہتا ہے اب اگر تم میں ہمت ہے کہ صرف خدا کا خوف رکھو اور غیر اللہ کا نہ رکھو تو آؤ اس راستہ پر چلے آؤ اس سے کم درجہ کے لوگ عنداللہ مطلوب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں علم ہی نہیں ہے کہ کتنے خوفناک ارادے ہیں۔ ہمیں علم ہے لیکن پھر اس وضاحت کے بعد فرماتا ہے۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ہم نے تمہارے لئے نشانیاں خوب کھول کر بیان کر دی ہیں اب تمہارا فرض ہے کہ عقل کرو لیکن ساتھ ہی ایک خوشخبری بھی دیتا ہے۔ فرماتا ہے:

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۶ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۷ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۸ (الطارق: ۱۶-۱۸)

جب تم نے میرا خوف اختیار کر لیا اور میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کس طرف سے حملہ ہوگا اور کس شکل میں ہوگا کیونکہ مخالفین کے سارے ارادے تم سے مخفی ہیں لیکن مجھ سے مخفی نہیں ہیں اور چونکہ تم نے میرا خوف کیا ہے اس لئے میں تمہارا ضامن ہو چکا ہوں اب میں تمہاری خاطر تدبیریں کروں گا چونکہ تمہیں تدبیروں کا اختیار ہی کوئی نہیں۔ جب پتہ ہی نہیں کہ دشمن کی تدبیر کیا ہے تو تم مقابل پر کیا تدبیر کر سکتے ہو۔ فرمایا اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ وہ تمہارے خلاف خوب تدبیریں کر رہے ہیں لیکن میں بھی تو غافل نہیں بیٹھا ہوا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ان کو اس حال میں رہنے دو پھر دیکھنا خدا کی تدبیر غالب آتی ہے یا ان کی تدبیر غالب آتی ہے۔ جب یہ فرمایا کہ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ وہ تمہارا برا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ بھی تسلی دے دی کہ تم نے ان کے خلاف تدبیر نہیں کرنی نہ تم کر سکتے

ہو۔اس کے بعد ایک عجیب نصیحت فرمائی ہے یا مومن سے ایک خاص توقع رکھی ہے فرماتا ہے:

هٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ (آل عمران:۱۲۰)

کہ ان دشمنیوں کے باوجود ہم یہ ساری باتیں تمہیں کھول کر بتا رہے ہیں۔جس طرح ہم ان کے دلوں کا حال جانتے ہیں اسی طرح تمہارے دلوں کا حال بھی جانتے ہیں۔تم تو عجیب مخلوق ہو۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عام انسانوں کی ایک الگ تخلیق کر دی ہے، تم خلق آخر بن چکے ہو۔تمہاری یہ کیفیت ہے کہ ہم گواہی دے رہے ہیں کہ یہ جانتے ہوئے کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے پھر بھی تم ان سے محبت کر رہے ہو۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک گویا خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے کہ ان سے محبت نہیں کرنی چاہئے، تم تو ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے، یہ مضمون ہرگز نہیں کیونکہ ساتھ ہی یہ فرمایا ہے۔وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ تمہاری یہ کیفت اس وجہ سے نہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعض احکام پر تمہاری نظر ہے اور بعض پر نہیں ہے یہ کیفیت پیدا ہی ان دلوں میں ہوتی ہے جو کلیتہً کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور کسی آیت کی ایک زیر زبر میں بھی فرق نہیں کرتے۔ساری کتاب سارے احکام الٰہی سارے اوامر اور تمام نواہی پر نظر رکھنے کے بعد پھر ان کا دل جو شکل اختیار کرتا ہے وہ یہ ہے کہ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ تمہاری عجیب حالت ہے تم ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔

یہاں پہنچ کر ایک اور بات بھی بڑی کھل کر روشن ہو جاتی ہے کہ ایمان کے دعوے تو سب کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور دوسرا نہیں لیکن اللہ نے اس کی علامتیں اتنی مشکل رکھ دیں کہ ہر وہ دعویدار جو اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے وہ ان کو اختیار کر ہی نہیں سکتا۔چنانچہ ایک سچے مومن کی یہ علامت بتائی کہ وہ غیر سے نفرت نہیں کرتا باوجود اس کے کہ دشمن شدید گالیاں دیتا ہے اور مخالفت میں اپنے بد ارادوں کو کھلم کھلا ظاہر کرنے لگ جاتا ہے اور جو ان کے دلوں میں بد ارادے ہوتے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں یہ ساری باتیں بیان کرنے کے معاً بعد فرماتا ہے اے محمدؐ! (ﷺ) یہ ساری باتیں سن چکے ہو اب میں بتاتا ہوں کہ تمہارے اور تمہارے ماننے والوں کی کیا کیفیت ہے۔فرماتا ہے تمہارے دلوں کی کیفیت یہ ہے کہ دشمن کی ساری باتوں کے باوجود تم ان سے

محبت کرتے ہو اور محبت کرتے رہو گے اور تم اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ گے کہ وہ تم سے محبت کرتے ہیں یا نہیں ۔ یہ ہے ایمان والوں کی نشانی ، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کی نشانی یہ رکھ دی کہ وہ اپنے سے غیر کے لئے نفرت رکھتے ہیں ، ان کے خلاف تدبیریں سوچتے رہتے ہیں، ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی کو نقصان پہنچانے میں لطف اٹھاتے ہیں ۔حق اور باطل میں تمیز کرنے والی اس سے بڑی کھلی اور سورج کی طرح روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

پس خوشخبری ہو اس جماعت کو جس کے حق میں قرآن یہ دلائل پیش کر رہا ہے وہ جماعت غیروں کی زبانوں کے چرکے سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو کیا سمجھتی ہے۔ وہ علامتیں جو قرآن نے ظاہر کر دی ہیں وہ ان کے اعمال میں بول رہی ہوتی ہیں اور تصدیق کر رہی ہوتی ہیں کہ صرف یہی مومن ہیں اور صرف یہی مومن ہیں ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ رجنوری ۱۹۸۴ء)